مولانا محمد یوسف خان ایم اے۔ فاضل دیوبند
ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

طٰہٰ حسین
بحیثیت
ادیب اور ناقد

طٰہٰ حسین کی شخصیت اس پہلو سے دینی حلقوں میں نا مقبول اور غیر پسندیدہ ہے کہ ان کی تصانیف کا اکثر حصہ عقائد اسلام اور حقائقِ دین کی مخالفت اور بیخ کنی پر مبنی ہے اور ظاہر ہے کہ ان کی اس طرح کی بے بنیاد موشگافیوں اہلِ دین کے طبقہ میں بار نہیں پا سکیں۔ ذیل کا مضمون طٰہٰ حسین کے ادب و تنقید کے ایک خاص پہلو سے بحث کرتا ہے۔ اس لئے ہم مضمون کی ادبی اور تنقیدی حیثیت کو سامنے رکھ کر اسے منظر عام پر لا رہے ہیں۔ طٰہٰ حسین کے مذہبی معتقدات کی تائید اس مضمون سے نہیں ہوتی۔ (ادارہ)

طٰہٰ حسین مصر کے ایک گاؤں میں ۱۸۸۹ء پیدا ہوئے۔ وہ اپنے والد کی ساتویں اولاد تھے۔ وہ اپنی عمر کے تیسرے سال میں چیچک کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور اس بیماری سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ مگر قدرت نے اس کے بدلہ میں حافظہ اور ذہن کی تیزی عطا فرمائی۔ سب سے پہلے انہوں نے ایک مکتب میں قرآن پاک حفظ کیا۔ پھر بعض دوسری چیزیں حفظ کیں۔ بڑے ہوئے تو جامعہ ازہر بھیجے گئے۔ ان کے بڑے بھائی پہلے ہی سے وہاں زیرِ تعلیم تھے۔ لہذا دونوں ساتھ رہنے لگے۔ طٰہٰ حسین ازہر میں ادب اور دینیات دونوں کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ سید المرصفی ادب کے استاد تھے۔ ان سے خاص طور سے طٰہٰ حسین متاثر ہوئے۔ اپنی طالب علمی کی زندگی کا انہوں نے اپنی سوانح "الایام" میں اچھا نقشہ کھینچا ہے۔ ساتھ ہی اس دور کے ازہر کی تصویر پیش کی ہے اس زمانہ میں لطفی السید "الجریدہ" نکالتے تھے۔ طٰہٰ حسین نے اس رسالہ کا بھی خاصا اثر قبول کیا ہے۔ چنانچہ ان کے اندر حریت پسندی کے جذبات پیدا ہوئے۔ وہ بھی ازہر ہی میں تھے کہ اسلام کی تحریکوں نے مصری ماحول و زندگی دونوں کو تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا۔ محمد بن عبدہٗ کی آواز ملک میں فکر و نظر کی دولت عام کر رہی تھی۔ معیاری تعلیم کا چرچا ہونے لگا۔ چنانچہ ۱۹۰۸ء میں جب قاہرہ یونیورسٹی قائم ہوئی تو طٰہٰ حسین نے بھی اسی میں داخلہ لیا۔ وہاں انہیں مستشرقین یورپ کے خیالات براہِ راست سننے اور سمجھنے کا

موقع ملا اور یورپ کے طرز تنقید اور فکر و نظر سے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ شب کے وقت فرانسیسی زبان بعض استادوں سے پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ اس قدر فرانسیسی سیکھ لی کہ اس زبان میں یونیورسٹی کے لیکچر بخوبی سمجھ سکیں۔ اس زمانہ میں ذریعۂ تعلیم فرانسیسی ہی تھا۔ تعلیم مکمل کر کے ریسرچ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابوالعلیٰ المصری پر ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ شائع ہوا۔ اس کتاب سے جس علمی انداز فکر اور تنقیدی شعور کا اظہار ہوتا ہے اس سے ان کی صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مقالے کی علمی و تنقیدی افادیتوں کا احساس کرتے ہوئے یونیورسٹی نے انہیں فرانس بھیج دیا۔ مگر اسی اثنا میں یونیورسٹی کے حالات بگڑ گئے۔ اس لئے صرف ایک سال بعد انہیں واپس آنا پڑا۔ دوبارہ جب یونیورسٹی کے حالات سازگار ہوئے ان کو پیرس روانہ کیا گیا۔ جہاں انہوں نے مختلف موضوعات پر یونیورسٹی کے لیکچر سنے اور یونانی اور لاطینی زبانوں کی تحصیل بھی کی۔ یہاں ایک فرانسیسی خاتون نے جس سے اثنائے درس تعارف ہوا تھا ان کی بڑی مدد کی۔ اور بعد میں وہ ان کی رفیقۂ حیات بن گئی۔ بقول طٰہٰ حسین۔ میری اس بیوی نے میرے فکر کی تونگری اور میرے یاس کو امیدوں سے اور بدبختی کو خوش قسمتی اور سعادت سے بدل دیا۔

فرانس میں انہیں یونانی ادب اور فلسفہ سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اس بنا پر انہوں نے پی ایچ ڈی کا مقالہ "فلسفہ ابن خلدون الاجتماعیۃ کے نام سے لکھا۔ پیرس سے آکر انہوں نے قاہرہ یونیورسٹی میں اس موضوع پر بہت لیکچر دیئے جو یونانیوں کی ابتدائی علمی کاوشوں سے متعلق تھے۔ اس سلسلہ میں طٰہٰ حسین نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ وہ کثیر التصانیف ہیں۔

ادب و تنقید کا جائزہ طٰہٰ حسین جدید عربی ادب کے ممتاز صاحب فکر اور ادیب و ناقد ہیں انہوں نے بہت سے ادیب اور مصنف پیدا کر دیئے۔ ان کی تصانیف کی ضخامت اور ساتھ ہی فکر کی بلندی اور بے لاگ تبصرہ۔ تحقیق کی عظمت، تاریخ پر گہری نظر اور نفسیاتی انداز فکر نے ان کی تنقیدوں اور تحریروں کو ممتاز بنا دیا ہے۔

ڈاکٹر طٰہٰ حسین بحیثیت ادیب اور ناقد، محقق، ناول نگار صاحب طرز و انشاء پرداز اور مورخ کے مشہور ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے تمام پہلوؤں پر تنقید غالب ہے۔ فن تنقید میں ان کا امتیاز بھی ایک خاص وجہ سے ہے۔ وہ محض تنقید پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی تنقیدیں تخلیقی ہوتی ہیں۔ اور وہ تنقید میں عربی اسلوب و طرز انشاء کا بہترین معیار پیش کرتی ہیں۔ اسی بنا پر ان کی تمام تنقیدی تصانیف بھی ادبی چاشنی کی حامل نظر آتی ہیں اب یہ فیصلہ بڑا دشوار ہو جاتا ہے کہ فطری طور پر قدرت نے انہیں ادیب بنایا تھا یا ناقد۔ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے یہ دونوں پہلو چولی دامن کی طرح پیوستہ نظر آتے ہیں وہ ایک بہت بڑے ناقد بھی ہیں اور ادیب بھی۔

گہرائی، روشن خیالی اور نظر یاتی نقطۂ نظر ان کی تنقید کے بنیادی عناصر ہیں۔ جن کے بغیر وہ ایک قدم بھی آگے

نہیں بڑھتے ہیں وہ جب کسی ادیب کی شخصیت سے بحث کرتے ہیں تو اس کے تمام گوشوں کو بڑی گہرائی اور جامعیت کے ساتھ دیکھتے ہیں تمام سیاسی، سماجی، معاشی اور اجتماعی عوامل پر نظر دوڑاتے ہیں۔ اور یہ بھی ان کی نگاہ میں ہوتا ہے کہ ان عوامل کا شاعر یا ادیب کی ذات سے کیا تعلق ہے اور ان عوامل سے ادیب کا فن اور ادبی تخلیقات کس حد تک متاثر ہیں اور حالات کو عوامل کے مطالعہ سے کس حد تک اس کی شخصیت کے نقوش ابھرتے ہیں۔ سیاسی معاشی اور اجتماعی اسباب کس طرح ادیب یا شاعر کی شخصیت میں گھل مل کر اس کا ایک جزو لاینفک بن جاتے ہیں کہ اس سے الگ کر کے اس کی شخصیت بالکل ناقص اور نامکمل نظر آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ طٰہٰ حسین پہلے عرب ناقد ہیں جنہوں نے عربی تنقید کو سائنٹیفک نقطہ نظر عطا کیا ہے۔ اور مغرب کے طریقے، تجزیہ، تفتیش اور تحقیق کو نہ صرف کامیابی کے ساتھ اپنایا ہے بلکہ خود اپنی علمی تنقیدوں کا ایک عظیم ذخیرہ پیش کر کے عربی تنقیدوں کو مالا مال کر دیا ہے۔ اگر کسی ناقد نے عربی تنقید میں انقلاب برپا کیا اور ذوق نظر عام کر کے نئے نئے نظریات کو جنم دیا ہے اور فکر کو دعوتِ عام دی ہے کہ وہ آزادخیالی کے ساتھ مسائل کے متعلق سوچیں اور ایک ناقدانہ اور تحقیقاتی نقطہ نظر اختیار کر کے جمود و روایت پرستی کے جمود کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں تو طٰہٰ حسین کی شخصیت ہے۔

تلاش و تحقیق اور جدت پسندی طٰہٰ حسین کی تنقید کی بنیادی خصوصیات ہیں وہ جب کسی مسئلے کو اٹھاتے ہیں تو اس سلسلے میں اس دور کے جس کے متعلق وہ مسئلہ ہوتا ہے۔ تمام لٹریچر پر تنقیدی نظر ڈال کر اور بڑے گہرے تفکر کے بعد ایک نظریہ قائم کرتے ہیں۔ وہ اپنا تنقیدی مواد بڑے سلیقہ اور اثر انگیزی کے ساتھ پیش کرتے ہیں جس کے مطالعہ کے بعد پڑھنے والے کی نظر میں اس مسئلہ کی پوری تصویر بڑی وضاحت اور جامعیت کے ساتھ ابھر جاتی ہے۔ جو ناقد کی ژرف نگاہی کا بہترین ثبوت ہے۔

طٰہٰ حسین کے تنقیدی فکر کا منبع فرانسیسی ادب و طرزِ تنقید ہے پیرس جانے اور فرانسیسی ادب سے استفادہ کرنے سے ان کا طرزِ تحریر اور طرزِ فکر دوسرے نقادوں سے بدل گیا۔ خود ان کی شریکِ حیات فرانسیسی تھیں اس لئے زندگی اور اس کے مسائل کے بارے میں یقیناً انہیں ایک ایسے نقطۂ نظر اور طرزِ فکر سے واقفیت کا موقعہ ملا۔ جو ان کے عرب طرزِ فکر سے قطعاً مختلف ہے۔

ایک بات اور محسوس ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ نابینا ہونے کے باعث ہر وقت مطالعہ میں مشغول نہ رہ سکتے تھے۔ اس لئے وہ دوسروں سے پڑھوا کر جو کچھ سنتے تھے اس پر غور و خوض کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے سے مواد سے وہ بہت سا فکری سرمایہ جمع کر لیتے ہیں۔ قوتِ فکر کی بیداری نئے پہلو تلاش کر لیتی ہے۔ اس میں غور و فکر کی ایک نئی دنیا آباد کر دیتے ہیں اور اس موضوع پر ایک مقام پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ کسی شاعر پر تنقید کرتے وقت صرف ایک پہلو کو نہیں لیتے بلکہ اس کے دور کے پورے ڈھانچہ کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ مثال کے طور پر ابو نواس